

شمس الاسلام

ماہنامہ

مجلس مرکزیہ

حزب الانصار کی چھیسویں عظیم الشان سالانہ تبلیغی

* کانفرنس *

قارئین شمس الاسلام کو اس مؤدہ جانفزا سے خورسند کیا جاتا ہے کہ حزب الانصار کی چھیسویں سالانہ تبلیغی کانفرنس تاریخ ۱۶-۱۷-۱۸ مارچ ۵۶ مطابق ۲-۳-۴ شعبان ۱۳۷۵ ہجری بموافق ۳-۴-۵ چیت سنہ ۲۰۱۲ بروز جمعہ ہفتہ اتوار کو انشالہ العزیز جامع مسجد بھیرہ میں منعقد ہوگی جس میں مشائخ عظام کے علاوہ پاکستان کے بہترین خطیب و مقررین تشریف لائیں گے۔ مندرجہ بالا تاریخوں کو نوٹ فرمائیں۔ خود بھی شامل ہوں اور اپنے دوستوں کو جلسہ کی تاریخوں سے آگاہ کریں۔

غلام حسین ناظم مجلس استقبالیہ حزب الانصار بھیرہ (پاکستان)

تحت ادارہ

غلام حسین } امیر حزب الانصار بھیرہ
مدیر مسئول } مولانا الحاج القنار احمد بکوی } سالانہ چنندہ
(پاکستان)

سالانہ چنبدہ

۳۱-۱۰
۱۶/۱۱/۵۶
عوا ۳۰ سے
طلبہ ۱۶ سے

بیکار کا سرکاری نتیجہ مولا الحاج
ظہور محمد صاحب بگوی امیر قصبہ الانصار بمیرہ (پنجاب)

سالانہ چنبدہ

۵۱-۱۰
۱۶/۱۱/۵۶
معادین سے
غیر مالک سے

منجانب

جسز الانصار بمیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض مقاصد { ۱، اندوخی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔
۲، اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔
۳، جریہ و عمل اسلام کا ابواء ۱۲، دارالعلوم عزیز یہ جامع مسجد بمیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت
طریق کار { ۱، انجام دینے کا ہے ۲، مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کیا جا رہی ہے۔ ۳، عظیم الشان سالانہ
کانفرنس ۴، امیر قصبہ الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ ۵، کتب خانہ ۶، جامع مسجد بمیرہ کی حرمت۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱، رسالہ ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو یا ہندی وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون
نگار صاحبان کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ۲، اگر کان قصبہ الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکھتے کم از کم چار آنہ
ماہوار یا تین روپے سالانہ مقرر ہے ۳، عام سالانہ چندہ سے ر، معاہدہ میں سے ق، طلبہ سے غیر مقرر ہے۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے مختلف
موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے ۴، رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض سائل اسے میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت
میں فریاد کی طرف سے رسید کی ۵، ہر تاریخ تک اطلاع موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت میں قترہ وار نمونہ
۶، بواب کے لئے جو اپنی کارڈ یا گٹ آنا چاہئے ۷، ہندوستان والے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبد المجید صاحبان کیشن کمیشن نواب مسجد
شریٹ بیلٹی ہندوستان کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں ۸، پرنٹنگ ڈاک اور خطوط پیرنگ ہوں گے۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام غلام حسین ایڈیٹر منیجر شمس السلام بمیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے۔

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا
رسالہ بذریعہ وی پی آر سال ہوگا۔ جس کے زائد انراجات سے بچنے کے لئے بہتر
صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ فریاد کی منظور نہ ہو
تو اطلاع دیں۔ خدا را وی پی آر فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان
نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت فریاد کی نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

سرخ نشان

غلام حسین منیجر شمس السلام

شماره ۱۶

ماہنامہ

شمارہ ۱۶

جلد ۲۷ رجب ۱۳۷۵ مطابق ماہ مارچ ۱۹۵۴ شماره ۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	بزم انصار	ادارہ	۴
۲	شذرات	"	۵
۳	تفسیر آیۃ مودۃ القرنی	حضرت مولانا عبد الشکور رضا لکھنوی	۳۲ تا ۴۹

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر ثنائی برقی پریس سترگودھا میں
چھپ کر دفتر جریلا شمس الاسلام جامع مسجد بہیرہ سے شائع ہوا۔

بزم انصار و کوائف کارکردگی حزب الانصار بھیرہ

سالانہ تبلیغی کانفرنس

حزب الانصار کی پچیس سالہ تبلیغی کانفرنسیں ہو چکی ہیں۔ جن حضرات کو حاضری کا موقع ملا ہے ان سے پوشیدہ نہیں کہ شمالی پنجاب میں یہ کانفرنس اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس موقع پر پاکستان کے بزرگ ترین مشائخ اور چیدہ چیدہ علماء کرام تشریف فرما ہو کر اپنے خیالات عالیہ سے مستفیض فرماتے ہیں۔ مزید برآں جلسہ پر باہر سے تشریف لانے والے سامعین کے کھانے کا انتظام مجلس مرکزیہ حزب الانصار کی طرف سے بلامعاوضہ ہوتا ہے۔

اب پھیلیسویں سالانہ تبلیغی کانفرنس متوکلا علی اللہ بتاریخ ۱۶، ۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۵۶ء بمطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹ رجبیت ۱۳۷۵ء بموافق ۲۷، ۲۸، ۲۹ شعبان ۱۳۷۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد کیجا رہی ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو شرکت جلسہ کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اکثر حضرات تشریف لاکر ممنون فرمائیں گے۔

حضرت مولانا عبدالستار صاحب نیازی لاہور
حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب وجہ
حضرت مولانا عبدالکریم صاحب شاہ پور صدر
حضرت مولانا محمد اشرف صاحب کھنڈہ
حضرت مولانا پیرزادہ محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی
مولانا درویش صاحب احمد پور سیال
مولانا سید کریم حسین شاہ صاحب جہلمی
مولانا سید عبدالرحمن شاہ صاحب کیم پوری
مولانا قاضی عبدالقادر صاحب جھاریاں
مولانا سید رسول منا و مولانا تاج رسول صاحب بھوچھالوی
مولانا محمد امین صاحب جھنگوی
مولانا محمد شریف صاحب نعت خوان ونیو ونیو

حضرت مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب آوار شریف
حضرت محترم صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب لہ شریف
حضرت صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب شجاع نشین لہ شریف
حضرت علامہ مولانا محمد صلیف صاحب سجادہ نشین کوٹ موہن
حضرت مولانا سید ابوالحسنات احمد صاحب صدر حیاتہ پاکستان لاہور
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی
حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری لاہور
حضرت مولانا امیر الدین صاحب جلال آبادی
حضرت مولانا عبدالرحمن شاہ صاحب ملتان
مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی، اے لاہور
حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب لائل پور
مولانا حافظ نذیر احمد صاحب سلوالی

شدات

اداسرہ

عوامی لیگ کے ارکان
کی ذہنیت و کردار

دستور ساز اسمبلی میں مسودہ دستور
پر ابتدائی چونکے دوران میں مشر مشر
اور اسکے رفقاء کا عوامی لیگ کے ارکان

جس قسم کی تقریریں کی ہیں ان سے یہ آشکارا ہو گیا کہ ان لوگوں کی ذہنیت اور
اندہ کی کیفیت کیا ہے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ گویا ان کے قلوب میں مرض
یہ کہ اسلام کے ساتھ کوئی محبت نہیں، بلکہ ان میں اسلام کے خلاف بغض و
نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور جب انہیں محسوس ہو گئے ہیں
کہ شاید اس ملک میں اسلام ایک جماعتی دین کے طور پر کسی نہ کسی رنگ میں
جلوہ گر ہو رہا ہے، تو یہ رنج و غم اور غمیں غصے کے بیابان ہو کر اسلامی مذاہب
کی برائیاں اور اسلامی احکام کے مضرت و نقصانات کو بیان کرنا شروع
کر دیتے ہیں۔ جو لوگ بن سے تعلق رکھنے والے تھے اور دین کے مزاج کو
اور دیندار کی کے صحیح رنگ و ڈھنگ کو پہلے سے جانتے تھے انکا فیصلہ تو
روز اول سے یہ تھا کہ اسلامی نقطہ نگاہ اور اخلاق و سیرت کے اعتبار سے وہ
اور اسکی جماعت عوامی لیگ مسلم لیگ اور اسکے لیڈروں سے بھی گڑبی ہوئی ہے۔
اور کسی لحاظ سے بھی قابلِ حقد نہیں۔ لیکن کچھ لوگ سادگی سے یہ سمجھ رہے
تھے کہ ان کے ساتھ والہ رہنا شاید ملک میں صحیح جمہوریت کے فروغ کیلئے مفید
ہو سکے۔ اسلئے انہوں نے سب کچھ جانے ہوئے عوامی لیگ میں شرکت کی۔ لیکن
دستور دیکھ کر اجلاس میں قدامت البضائع من افواہ ہم کا منظر سامنے آیا۔
اب معاملہ صاف ہو گیا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ قیام پاکستان کا اصل نظریہ کو یہ لوگ ہوس
اقتدار اور مشرقی بنگال کے چند و دوئی خوشنودی کی خاطر دفن کر چکے ہیں غلط
انتخاب کی حمایت، صدر مملکت کے لادنا مسلمانوں کیلئے اصرار، اسلامیہ جمہوریہ
پاکستان کی مخالفت، یہ ساری ایسی باتیں ہیں جن کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ
اب کہاں کہاں پہنچ گئے ہیں۔ مغربی پاکستان میں تو اب کوئی نہیں با جو ان غلام شمش
میں عوامی لیگ کی تائید و حمایت کر سکے۔ اور جہاں تک مشرقی پاکستان کا عام مسلمانوں کا
تعلق ہے وہ اس قسم کی حرکات کو پسند نہیں کرتے

السنہ شرقیہ کا جدید نصاب : مرکنڈری ایجوکیشن بورڈ
کی تحویل میں جب السنہ شرقیہ کے امتحانات لینے کا کام دیا گیا ہے، اس وقت سے بورڈ نے
اس سلسلہ میں نئی تجاویز سوچنے اور نئے طریق کار کی مطابقت کام کر سکی ابتداء کی ہے۔ چنانچہ
گذشتہ سال نصاب تعلیم پر خود کر کے نئے نصاب کی ترتیب کیلئے ایک بورڈ بنایا گیا تھا۔
چنانچہ اس بورڈ کی تجاویز کی مطابقت جو نصابی سہی اور عربی کیلئے تیار کیا گیا وہ اعتبار
میں شائع ہو چکا ہے۔ اس نصاب میں اگرچہ کوئی بنیادی تبدیلی نہیں لکھی ہے،
لیکن بہرہی بعض تبدیلیاں چھپی ہیں۔ اور بعض جگہیں ذرا اختلاف سے معلوم نہیں
کہ اس نصاب میں کسی ترمیم و تیسخ کی گنجائش اب کبھی گئی ہے یا نہیں، لیکن ہم اتنا
ضروری سمجھتے ہیں کہ مولوی فاضل کے نصاب کے متعلق اپنی باتیں کا اظہار کریں۔
اور اس سلسلہ میں چند اہم امور کی طرف توجہ دلانا مناسب ہے۔

۱۔ عموماً آج کل یہ کیا جا رہا ہے کہ معیار قابلیت روز بروز گھٹتا چلا جا رہا ہے اور معاملہ
رو بہ زحمت ہے۔ ہمارے خیال میں اسکی سبب بڑی وجہ یہ ہے کہ عربی علوم و فنون کیلئے مائول
کی نامزدگاری ہے۔ اور حکومت اور محاشرو میں اسکی حوصلہ افزائی کی بجائے ہر جگہ حوصلہ
فرسائی ہے۔ ہمارے اسلاف کرام محض فنا خداوندی کے حصول اور دینی فریضہ کے سر انجام
کی خاطر پڑھاتے تھے اور علمی مشاغل رکھتے تھے لیکن کچھ عرصہ سے یورپ کا سیاسی غلبہ
ہوا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ یورپ کے نظریات و افکار اور فلسفہ زندگی نے بھی ہر ملک میں
اپنا قبضہ جما لیا ہے، تو اس کا اثر ہے کہ مادیت اور عصب عاجل نے بھی دل و دماغ پکڑ لیا ہے۔
اسلئے اب خدا خدا دہی اور فلاح آخرت کی خاطر علوم و فنیہ اور ان کے نئے علوم الیہ کو حاصل
کرنے کی وہ رغبت نہیں ہے جو ہمارے اسلاف تھے۔ گذشتہ زمانہ میں اگر فرد میں یہ جذبہ
محور موجود نہ ہوتا تب بھی جو کچھ معاشرہ میں عام طور پر اہل علم کی قدانی اور حوصلہ
افزائی ہوتی تھی۔ اسلئے منفعت عاجل کے شوقین لوگوں کیلئے بھی حبت جا رہی
دعوت ہی کی خاطر اس بات کی ضرورت ہوتی تھی کہ وہ ان علوم میں کمال حاصل کریں۔ اس
وہ لوگ بھی شوق و ذوق کیساتھ علم حاصل کرتے۔ اور محسوس علمی لیاقت بہم
پہنچاتے تھے۔ بد قسمتی سے آج کل تو وہ پہلا اہلی جذبہ محور کہ باقی رہا ہے۔ دلالا خدا

اور نہ دنیا کی حشدی میں اس متاع کی کوئی قدر و قیمت۔ اسلئے تمام عورتی مدرس میں بھی طلبہ کی علمی استعداد پہلے کی نسبت کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ذہین لوگ نہ اس طرف آتے ہیں اور نہ ان علوم کی تحصیل کا شوق رکھتے ہیں۔ اور جو عمال ذہن کے طلبہ اگر اس طرف کا رخ کرتے بھی ہیں تو وہ بھی بنیادی اور ضروری کتابوں کو چھوڑ کر بلا تردد فارغ التحصیل ہر سند یافتہ اور فاضل بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پوری توجہات کو ٹھوس علم کی تحصیل کیلئے مرکوز نہیں کرتے۔ اسلئے ”نصاب مولوی فاضل“ کے سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ مولوی فاضل کی حیثیت اور درجہ حکومت کے اداروں میں بڑھا دیا جائے۔ ملازمتوں وغیرہ میں اسکو خصوصی اہمیت دی جائے۔ علمی اداروں میں اسکی خوب قدر و قیمت ہو۔ تاکہ کچھ لوگوں کو ان وجوہات کی بنا پر انہی فوائد و منافع کی بنا پر بحال اس علمی درجہ کے حاصل کرینا شوق ہو۔ اور اسکو معاشرہ میں ایک اہم مقام دینے کے بعد پھر اس کے نصاب کو خوب چھی طرح علمی بنا دیا جائے۔ اور اسکے امتحانات میں بھی خوب سختی برتی جائے تاکہ صرف ذہین و فطین، قابل اور محنتی لوگ ہی اس امتحان میں شریک ہو سکیں۔ اس طریق کار کے اختیار کرینے سے مسئلہ کی تعداد کچھ کم ہو جائیگی، اور ہر ایک کو امتحان دینے کی جرات نہو سکیگی، لیکن جو کامیاب ہونگے وہ واقعہ میں مولوی فاضل ہونگے۔ اور اب جو کچھ حالت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ تو سب اہم اور ضروری کام یہ ہو کہ ”مولوی فاضل“ کا درجہ صرف سکولوں میں عربی یا شرکا، اور وہ بھی سب کم تر درجہ پر نہو بلکہ اسکو علمی طور پر ایک ممتاز مقام حاصل ہونا چاہئے۔ اور جب اس بلند علمی مقام کے حصول کے لئے قوم کے ذہین اور سمجھ دار افراد بکثرت متوجہ ہونگے تو پھر ہو سکتا ہے کہ حضرت امام غزالیؒ کے مقولہ طلبنا العلم لخير الله فابی العلم الا ان لیکون الله کے مطابق انہی حضرات میں سے ایسے اہل علم بھی پیدا ہونگے جنکی نگاہیں مادی منافع و فوائد سے بلند ہو گئی، اور وہ صرف رضاء الہی کی خاطر اس ملک میں پھر علم و دین کی خدمت سرانجام دیا کریں گے۔

ہماری رائے میں دوسری بات یہ ہے کہ انتخابات میں مولوی،

مولوی عالم، مولوی فاضل کی تدریج کی پابندی غلط ہے۔ اس سے کچھ خاص فائدہ نہیں۔ اور بہت ایسے اہل چوتھے ہیں جو آخری امتحان دینے کے اہل ہوتے ہیں، لیکن وہ مخصوص حالات کی وجہ سے پابندی نہیں کر سکتے کہ پہلے یہ دو امتحان دیدیں۔ یہ بات ان کے لئے موجب عار بھی ہوتی ہے کہ مولوی فاضل کی کتابوں کی ہر پچھون کے ساتھ شامل ہو کر ”مولوی“ کا امتحان دے۔ اسلئے وہ امتحان ہی نہیں دیتے۔ اور اس طرح بہت اہل علم حضرات امتحان دہ جاتیں۔ پس تدریج کی یہ شرما جو بار بار زیر غور آیا کرتی ہے بالکل نظر انداز اور خارج از بحث کر لینی چاہئے۔

ہاں بہت خیال میں مولوی فاضل کی علمی حیثیت کو بڑھانے اور بلند کر کے کیلئے ایک اور طرح کی تدریج ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مجوزہ کتب نصاب میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ اور ہر فن کی مزید علمی کتابیں بڑھا دیا جائیں۔ اور امتحان دو سال ہو۔ مجموعی پرچے چھ کی بجائے دس کر دئے جائیں۔ ہر سال لازماً پانچ پرچے ہوں۔ پانچ پرچے پہلے سال اور پانچ پرچے دوسرے سال۔ اور جب تک کسی نے پہلے سال کا امتحان نہ دیا ہو دوسرے سال کے امتحان میں اسکو شرکت کی اجازت نہ دی جائے۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک سال کی کتاب میں جو مجموعہ نصاب کی نصف کتاب میں ہو گئی، خوب چھی طرح غور و خوض کیساتھ طلبہ پڑھیں گے۔ اور مطالعہ و تیاری کر کے امتحان دیں گے۔ اور دوسرے سال کیلئے پھر ترقی نصف کتابوں کی تیاری کریں گے۔ یہ تدریج علمی لحاظ سے مفید ہوگی۔ اور اس کیلئے مناسب کتابوں کی اضافہ اور نقشہ تقسیم کتب وغیرہ مرتب کیا جاسکتا ہے۔

اب ہم اس موجودہ شائع شدہ مجوزہ نصاب کے باقی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اور جیسا کہ اخبار ”نوائے وقت“ میں شائع ہوا ہے ہم اسکے مطابق اپنا تبصرہ کر رہے ہیں۔ مجوزہ نصاب میں چھ پرچے ہیں۔ پہلے پرچے میں یہ تجویز معقول و پسندیدہ ہے کہ دیوان حاکم کو تین ابواب کی بجائے کس رکھا جائے اور دیوان متنبی تا قاضیہ عین ہو۔ اس میں اگر اتنی اصلاح کی جائے کہ حاکم میں باب الحجا و ذمۃ النساء نکال یا جائے تو بہتر ہوگا۔ عربی نظم جدید کے بارے میں ہم نے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نیا مطلوبہ مجموعہ کیسا ہوگا۔ خدا کرے کہ یہ مجموعہ

دئے جاتیں۔ ضرورت ہے کہ معاطات کے مسائل کو بھی اہمیت دی جائے۔ مگر میں تاریخ الفقہ سے مراد غالباً علامہ خضریٰ کی مشہور کتاب تاریخ التشریع الاسلامی ہے، جو واقعہ ایک مفید کتاب ہے۔ اور اس کا انتخاب نہایت موزوں و مناسب ہے۔ اور اس کے ساتھ مگر بھی صحیح انتخاب ہے۔

زیادۃ تر ہم کو پانچویں پرچے کے بارے میں عرض کرنا ہو۔ اب تو یہ حقیقت محتاج بیان و تشریح نہیں کہ فلسفہ قدیمہ کی اور خصوصاً شمس بازغہ کی ضرورت نہ تو اس دور میں دین کے لئے ہے اور نہ دنیا میں وہ کارگر اور مفید ہے۔ لہذا فلسفہ کی کوئی کتاب اہم خاص کر شمس بازغہ تو بالکل فضول اور وقت ضائع کرنے والی چیز ہے۔ آج کل مولوی فاضل کی تیاری کرنے والے طلبہ کا قیمتی وقت شمس بازغہ کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ اور پھر بھی واقعہ یہ ہے کہ وہ کچھ حاصل نہیں کرتے۔ اور اگر بحث حرکت تک شمس بازغہ کے مسائل وہ سمجھ بھی لیں تو ان کے سمجھنے سے آخر دین و دنیا کا

کیا فائدہ۔ طویل تجربہ کے بعد یہ عرض کیا جا رہا ہے۔ یہ الناس اعداؤ لما جہلوا کا مطلقہ نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ شمس بازغہ کو تو نصاب سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ ہاں سلم العلوم اگر نصاب میں حسب سابق رہنے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں، بلکہ کچھ مفید ہوگا۔ لیکن اگر یہ اندیشہ لاحق ہو کہ اس کو بھی رکھ دینے سے مقدار کتب کی زیادتی ہو جائیگی تو اس کو بھی چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ محیط الدائر اور العررض والقوافی کا بھی کوئی خاص فائدہ محسوس نہیں ہوتا۔ اہل ذوق کے لئے ان کے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جو لوگ قدیمتی طوطی پر شعر و سخن کے ذوق سے بے برہ ہوں ان کے لئے یہ سب کچھ پڑھنا اور یاد کرنا بھی اصل مقصد کے لحاظ سے بے سود ہے۔

ایسے حضرات اہل علم نے قرب کیا ہو۔ جنکو عملاً طلبہ کو پڑھانے کا تجربہ رہا ہو اور جو عربی ادب کو واقعہ جانتے ہوں۔ محض بڑی بڑی پرانے نام ڈگلیا یا سرکاری رسوخ و اثرات کے بل بوتے پر معنفین کی فرست میں شامل نہ ہوئے ہوں۔

دوسرے پرچے کی پہلی چار کتابیں تو ہمارے خیالی میں بھی مناسب ہیں۔ لیکن پانچویں کتاب کی بجائے یا تو مولانا ابو الحسن علی ندوی کی کتاب اختارات حصہ ہفتم رکھ دیا جا۔ یا بہتر یہ ہوگا کہ مطول پانچویں پرچے کی کتاباں رکھ دیا جا۔ تیسرے پرچے میں پہلی کتاب پر تجویز لکھی ہے ہماری رائے میں تفسیر کی کوئی کتاب یہاں ضروری ہے۔ اور اس کیلئے اگر تفسیر دارک التزئیل پورا سورتہ بقرہ رکھ دیا جا تو نہایت مناسب موزوں ہوگا۔ دوسری کتاب جو اہل اسلام ہمارے علم میں نہیں کہ کوئی کتاب بگڑا ہوا پوری رائے نہیں دے سکتے۔ یہ طرح مگر وہ کے متعلق بھی پورا اندازہ نہ تو کہ اس نام کی لکھی ہوئی خاص کتاب میں مراد ہیں، یا محض انہی موضوعات پر خود مطالعہ کر کے تیاری کرنی ہوگی۔ جن کتابوں سے بھی ہو سکے بر حال تنہا یا سنگ پورا اتفاق ہے، کہ اصل تفسیر کی بھی کوئی کتاب ہو اور تاریخ قرآن مجید کی بھی۔ اور اسی طرح اصول حدیث کی بھی کوئی کتاب ہو اور تاریخ الحدیث کی بھی۔ اصول حدیث میں اگر حضرت تھانوی کا مرتب کرایا ہو اور سالہ انہاء السکن مقلد احیاء السنن متعین کر دیا جا تو بہتر ہوگا۔ اور تاریخ الصیغ کے موضوع پر عربی میں شام کے شہرہ افغانی رہنا علامہ مصطفیٰ سابعی کا جو متفصل مضمون قسط وار المسلمون میں شائع ہوا ہے، اور مصر میں غالباً علیحدہ بھی چھپ گیا ہے، اسی کو متعین کر دیا جائے۔ اس کا ترجمہ اردو میں "سنت رسول" کے نام سے ہو چکا ہے۔ کتاب مگر موطا امام مالک ہے۔ جو بہر لحاظ موزوں و مناسب ہے۔

چوتھے پرچے میں حجۃ اللہ البالغہ حصہ اول اور مسارہ کا انتخاب بھی نہایت قابل داد ہے۔ لیکن اس پرچے میں ہماری رائے یہ ہے کہ ہدایہ اولین کے ساتھ ہدایہ اخیرین کے چند ابواب مثلاً کتاب البیوع، کتاب الاجارہ، کتاب الزرارہ وغیرہ بھی ضرور رکھ

اس سے
دینے کے
کتے کہ
ہے کہ
امتحان
م حضرت
ہے بالکل

ہلنے
ہے،
علی
کی بجائے
پہلے سال
ان نہ دیا
نہ یہ ہوگا
فولہ بھی
خان دیکھے
دیج علی
تقسیم

رض کرنا
کے مطابق
چے میں یہ
لسن رکھا جا
ہمارے بھی
کے بار میں
یہ مجموعہ

نام سے ایک کتاب امام ابو حنیفہ کے بارے میں ہے۔ ہمارے خیال میں وہ اس قابل ہے، کہ طلبہ اور علماء اس سے کما حقہ استفادہ کریں۔ بستر ہوگا کہ اس پر چہ کی تیسری کتاب وہ منتخب ہو جاتے۔

چھٹا پرچہ ہمارے خیال میں بھی مناسب ہے۔ ہم نے اپنے علم و تجربہ کی بنا پر یہ چند مشورے پیش کئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں عربی پڑھنے والوں کی استعداد بھی اچھی ہو جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ نوجوان دینی اور عربی علوم و فنون کی طرف راغب ہوں۔ اور ایک اسلامی محکمہ میں ان علوم و فنون کو ان کا حقیقی مقام حاصل ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ سکریٹری ایجوکیشنل بورڈ کے ارکان ہماری ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے۔

تفسیر آیت رضوان	تفسیر آیت مباہلہ
تفسیر آیت میراث	تفسیر آیت میراث
تفسیر آیت امامت	تفسیر آیت اولی الامر کم
تفسیر آیت تمکین	تفسیر آیت مودۃ القرنی

ابوالائمہ کی تسلیم ملاحظہ فرمائیے

مکتبہ نزل فصار و نجر رسالہ شمس السلام بصرہ

لہذا ان دونوں کو نصاب سے خارج کرنا بہتر ہوگا۔ لیکن اگرخواہ مخواہ انہیں رکھنا ہی ہے تو اس مقصد کے لئے صرف محیط الدائرہ کافی ہے، پرچہ اول میں اسے رکھا جائے اور بس۔ مطول البتہ علمی کتاب ہے اور مفید بھی ہے وہ رہی چاہئے۔ مگر اسکو بھی دوسرے پرچے میں رکھا جائے۔ فقاہ الحنفی کی بجائے وہاں پر ہی ہے تو اچھا ہوگا۔ الغرض پانچواں پرچہ جس طرح مرتب کیا گیا ہے، ہمارے ہاں یہ مناسب نہیں۔ اسکی مجوزہ کتب میں سے بعض کو تو بالکل نسخہ کر دیا جائے اور بعض دوسرے پرچوں کی فرست میں رکھی جائیں۔ اور پانچویں پرچے کیلئے اور مزید کتابیں تجویز ہونی چاہئیں۔ فن حدیث جو ایک مستقل فن اور دینی مقاصد میں اصل مقصد ہے۔ اس کیلئے صرف موطا بالکل ناکافی ہے۔ اسلئے پانچویں پرچے میں بخاری شریف کھل ہو۔ اور اگر پوری کتاب زیادہ معلوم ہو تو کم از کم جلد اول تو ضرور ہے۔ نیز مولوی فاضل کے نصاب میں اصول فقہ کی کوئی کتاب نہیں۔ حالانکہ اس سے صرف نظر بالکل غلط ہے۔ لہذا اس پرچہ کی دوسری کتاب اصول فقہ کی کوئی کتاب کتاب ہو۔ تو فیج، اصول بزودی، یا تاسیس النظر میں سے کوئی ایک کتاب ضرور منتخب کر دی جائے۔ اور اگر یہاں بھی ساری کتاب زیادہ معلوم ہو تو بحث کتاب الشد کا حصہ تو ضرور شامل ہے۔

مصر کے مشہور عالم اور استاذ قانون محمد ابو ذہرہ نے ائمہ اربعہ کی سوانح اور علمی کارناموں پر نہایت بہترین علمی انداز میں جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے ”ابو حنیفہ حیاتہ و عصرہ و اسرارہ و فقہہ“ کے